از عدالتِ عظمیٰ

فقیر (متوفی) بذریعے شیام دیو

بنام

کشوری المعروف لاللو ودیگر۔

تاریخ فیصلہ: 25، اپریل 1995

[کلدیپ سنگھ، این وینکٹا چلا اور ایس صغیر احمد، جسٹس صاحبان]

یو۔پی۔ کنسالڈیشن آف ہولنگز ایکٹ، 1953:

دفعات 4، 9-اے (2) – اشتمال کی کارروائیاں-اعتراضات -1954 میں دائر حکم امتناعی امتناع کے مقدمے میں یا قبضے کے متبادل میں سول عدالت کی طرف سے منظور کردہ ڈگری کی بنیاد پر ریونیو اندراجات کو درست کرنے کی کوشش کی گئی- قرار پایا کہ، یو پی زمیندار کے خاتمے اور زمین کی اصلاحات کے قانون کی دفعہ 331 اور شیڈول II کی توضیعات کے پیش نظر، جیسا کہ وہ مقدمہ دائر کرنے کے وقت تھے، مقدمہ صرف سول عدالت میں دائر کیا جا سکتا تھا نہ کہ ریونیو عدالت میں۔-استحکام کی عدالتیں ڈگری کو نظر انداز کرنے میں جائز نہیں ہیں۔

یو۔پی۔ زمیندار کے خاتمے اور زمینی اصلاحات ایکٹ، 1950:

دفعات 208، 209، 331 اور شیڈول II (جیسا کہ یہ یو۔پی زمینی اصلاحات (امینمنٹ) ایکٹ 18، سال 1956 سے پہلے تھا)- مقدموں وغیرہ کا ادراک -ترمیم ایکٹ 18، سال 1956 کے ذریعے ترمیم سے پہلے، دفعات 208 اور 209 کے تحت آنے والے مقدمات صرف سول عدالت میں دائر کیے جا سکتے تھے نہ کہ ریونیو عدالت میں-ترمیم زیر التواء

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مقدمات، یا اصل شق کے تحت دستیاب اپیل، جائزہ یا نظر ثانی کے حقوق کو متاثر نہیں کرتی تھی۔

اتر پردیش کنسالڈیشن آف ہولڈ نگز ایکٹ 1953 کے تحت کارروائی کے آغاز پر، متنازعہ پلاٹ اپیل کنندہ کے نام پر درج پائے گئے۔ مدعا علیہ نے ایکٹ کی دفعہ 9 اے (2) کے تحت اعتراضات دائر کیے جس میں کہا گیا کہ یو پی کے نفاذ سے پہلے ہی یہ زمین اس کے سر اور خود کاشت تھی۔ زمیندار کے خاتمے اور زمینی اصلاحات ایکٹ، 1950 اور عائد کرنے کی تاریخ پر، وہ اس کا بھومی دھر بن گیا۔ چونکہ اپیل کنندہ مدعا علیہ کے قبضے میں مداخلت کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اس لیے اس نے حکم امتناعی دوامی کے لیے اور متنازعہ زمین پر قبضے کے متبادل کے لیے 5.1.1954 پر دیوانی مقدمہ دائر کیا۔ مقدمہ ٹرائل کورٹ نے خارج کر دیا تھا لیکن اپیلٹ کورٹ نے مقدمہ خارج کر دیا اور مدعا علیہ نے "دکھل دہانی" حاصل کر لی۔ دوسری اپیل اور اپیل کنندہ کی طرف سے دائر خصوصی اپیل کو عدالت عالیہ نے خارج کر دیا، اور مذکورہ ڈگری کو اس طرح چلایا گیا: عدالتی فیصلہ۔ مزید کہا گیا کہ ڈگری اور "دکھل دہانی" کے باوجود، اپیل کنندہ کے نام پر محصولات کی اندراجات جاری رہیں اور اس لیے مدعا علیہ کو اپنے بھومی دھاری حقوق کے اعلان اور اپیل کنندہ کے حق میں اندراجات کو ختم کرنے کے لیے ZA & LR ایکٹ کی دفعہ 229-بی کے تحت مقدمہ دائر کرنا پڑا، لیکن مقدمہ ختم ہو گیا کیونکہ اس دوران متنازعہ زمین کو اشتمال کی کارروائیوں کے تحت لایا گیا تھا۔ اشتمال آفیسر نے مدعا علیہ کے اعتراضات کو خارج کر دیا۔ اپیلٹ اتھارٹی کے سامنے اور نظر ثانی میں ناکام ہونے کی وجہ سے، مدعا علیہ نے عدالت عالیہ کے سامنے ایک رٹ پٹیشن دائر کی، جس نے اس کے دعوے کی اجازت دی اور اشتمال آفیسر کے ذریعے اس ہدایت کے ساتھ منظور کیے گئے فیصلے اور حکم کو کالعدم قرار دے دیا کہ متنازعہ زمین کے سلسلے میں اپیل کنندہ کے حق میں موجود اندراجات کو خارج کر دیا جائے۔ متاثر ہو کر، اپیل کنندہ نے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل دائر کی۔

اپیل کنندہ کی طرف سے یہ دعوی کیا گیا کہ عدالت عالیہ نے چندر کا مصر کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے پر عمل نہ کرنے میں غلطی کی جس میں کہا گیا تھا کہ سول کورٹ کو زرعی زمینوں کے سلسلے میں اس معاملے میں شامل نوعیت کے مقدمے پر غور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے اور یہ کہ ایسا مقدمہ صرف ریونیو کورٹ کے سامنے دائر کیا جا سکتا ہے۔ مدعا علیہ نے عدالت عالیہ کے توضیعات کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ چندریکا مصر کے معاملے میں رعایت پر مبنی توضیعات کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

علاوہ، سول یا ریونیو عدالتوں کے دائرہ اختیار سے متعلق زمیندار کے خاتمے اور زمینی اصلاحات ایکٹ کی متعلقہ دفعات کو عدالت کے نوٹس میں نہیں لایا گیا اور چنانچہ یہ ایک ایسا فیصلہ تھا جو عدم توجہی کے سبب دیا گیا تھا اور اس کی کوئی پابند حیثیت نہیں تھی۔

اپیل کو خارج کرتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ: 1.1. دفعہ 331 کے ساتھ ساتھ یو۔ پی۔ زمیندار کے خاتمے اور زمینی اصلاحات ایکٹ، 1950 کے شیڈول II میں موجود توضیعات کے پیش نظر، جیسا کہ وہ اس وقت تھے (یعنی جس تاریخ کو مدعا علیہ نے مقدمہ دائر کیا تھا)، مقدمہ صرف سول عدالت میں دائر کیا جا سکتا تھا نہ کہ ریونیو عدالت میں۔ نتیجتاً، ٹرائل کورٹ کی طرف سے اس مقدمے میں منظور کی گئی ڈگری جسے نچلی اپیلٹ عدالت کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ نے بھی برقرار رکھا تھا، اپیل کنندہ پر پابند تھی جس کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا تھا اور اشتمال کی عدالتوں کو اس ڈگری کو نظر انداز کرنے میں اس بنیاد پر جائز نہیں ٹھہرایا گیا تھا کہ چندر کا مصر کے معاملے میں اس عدالت نے یہ طے کیا تھا کہ دفعہ 209 کے تحت مقدمہ صرف ریونیو عدالت میں دائر کیا جا سکتا ہے اور سول کورٹ کی طرف سے منظور کی گئی ڈگری کالعدم ہے۔ لہٰذا، عدالت عالیہ نے رٹ پٹیشن کی اجازت دینے اور اشتمال کے حکام کی طرف سے منظور کردہ احکامات کو کالعدم قرار دینے میں درست تھا۔

1.2. یو۔ پی۔ زمیندار کے خاتمے اور زمینی اصلاحات ایکٹ، 1950 کی دفعہ 331، ایکٹ کے شیڈول II میں مذکور مقدمات وغیرہ کی ریونیو عدالتوں کے ذریعے نوٹس سے متعلق ہے۔ II جیسا کہ شیڈول یہ اصل میں کھڑا تھا، اس میں دفعہ 208 ("حکم امتناعی امتناع یا فضلہ یا نقصان کی مرمت کے لیے مقدمہ") یا دفعہ 209 ("ملکیت کے بغیر زمین پر قابض شخص کو باہر نکالنے کے لیے مقدمہ") کے تحت مقدمات سے متعلق کوئی اندراج شامل نہیں تھا۔ یہ اندراجات یو پی زمینی اصلاحات (ترمیم) ایکٹ 18، سال 1956 کے ذریعے 28.5.1956 سے نافذ کیے گئے تھے۔ ترمیم ایکٹ کے دفعہ 23 کی "بچت" شق کے پیش نظر، ترمیم ایکٹ کے ذریعے ریونیو عدالتوں کو خصوصی دائرہ اختیار دینے سے اصل توضیعات تحت دستیاب زیر التواء مقدمات یا اپیل، جائزہ یا نظر ثانی کے حقوق متاثر نہیں ہوئے۔

1.3. چندر کا مصر کے معاملے * میں اس عدالت کی توضیعات کی بنیاد دفعہ 331 کے ساتھ ساتھ یو۔ پی۔ زمیندار خاتمے اور زمینی اصلاحات ایکٹ کے شیڈول II میں موجود قانونی شق ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and integrity of this document

عدالت نے فیصلہ دیا کہ ملکیت کے بغیر زمین پر قابض افراد کو نکالنے کے لیے دفعہ 209 کے تحت مقدمہ صرف اسسٹنٹ کلکٹر کی عدالت میں دائر کیا جا سکتا ہے، جسے ایکٹ کے شیڈول 2 کے سیریل نمبر 24 پر اصل دائرہ اختیار کی عدالت کے طور پر بیان کیا گیا تھا۔ یہ غلطی قانونی توضیعات پر غور نہ کرنے کی وجہ سے ہوئی تھی کیونکہ وہ متعلقہ تاریخ یعنی 5.9.1955 پر تھے، جب مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ جیسا کہ اصل میں ایکٹ میں موجود شیڈول II میں اندراجات سمیت قانونی توضیعات اس عدالت کے نوٹس میں نہیں لایا گیا تھا، اور نہ ہی اس کے نوٹس میں لایا گیا تھا کہ ریونیو عدالتوں پر خصوصی دائرہ اختیار یو پی ایکٹ 18، سال 1956 کے ذریعے ایکٹ میں متعارف کرائی گئی ترمیم کے ذریعے دیا گیا تھا۔ چونکہ ایکٹ کی دفعہ 209 کے تحت مقدمات کو ریونیو عدالتوں کے ذریعے صرف 28.5.1956 کے اثر سے قابل شناخت بنایا گیا تھا، 5.9.1955 پر دائر مقدمہ سول عدالت کے ذریعے قابل شناخت تھا نہ کہ ریونیو عدالت کے ذریعے۔

* چندر کا مصر بنام بھیالال و دیگراں، اے آئی آر (1973) ایس سی 2391 = ایس سی آر [1974] 1 پی 290، عدم توجہی کے سبب قرار دیا گیا۔

2. جہاں تک عدالت عالیہ کے اس مشاہدے کا تعلق ہے کہ چندر کا مصر کے معاملے میں فیصلہ رعایت پر مبنی تھا، وکیل کی طرف سے دی گئی رعایت اس معاملے میں فیصلے کی بنیاد نہیں تھی۔ وکیل کی طرف سے جوبات تسلیم کی گئی وہ یہ تھی کہ ٹرائل کورٹ میں دائرہ اختیار کی کمی کا سوال عمل درآمد کے مرحلے پر بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔ یہ سوال کہ سول عدالت کو مقدمے کی سماعت کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے اور یہ کہ مقدمے کی سماعت صرف ریونیو عدالت ہی کر سکتی ہے، قبول نہیں کیا گیا اور اس سوال کا فیصلہ عدالت نے قابلیت پر کیا۔

* چندر کا مصر بنام بھیالال و دیگراں، اے آئی آر (1973) ایس سی 2391 = ایس سی آر [1974] 1 پی 290، نے وضاحت کی۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 1691، سال 1987۔

1975 کے سی ایم ڈبلیو پی نمبر 4714 میں الہ آباد ہائی کورٹ کے 11.12.86 کے فیصلے اور حکم سے۔

شیو پوجن سنگھ اور منوج پرساد (این پی) اپیل کنندہ کے لیے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جواب دہندگان کے لیے جے پی گوئل، ایم آر بیدر اور کے کے گپتا (این پی)۔

عدالت کا فیصلہ ایس ساگر احمد، جسٹس نے سنایا۔

ایس صغیر احمد، جسٹس - چندر کا مصر بنام بھیالال و دیگراں، اے آئی آر (1973) ایس سی 2391 میں اس عدالت کے فیصلے کی درستگی پر اس اپیل میں اس بنیاد پر سوال اٹھایا گیا ہے کہ سول یا ریونیو کورٹ کے دائرہ اختیار سے متعلق ایک اہم قانونی شق، جیسا کہ یو پی زمیندار کے خاتمے اور زمینی اصلاحات ایکٹ 1951 (جسے اس کے بعد ZA & LR ایکٹ کہا گیا ہے) میں شامل ہے، عدالت کے نوٹس میں نہیں لایا گیا تھا اور اس لیے فیصلہ عدم توجہی کے سبب پیش کیا گیا تھا۔ اس پر اس بنیاد پر بھی سوال اٹھایا جاتا ہے کہ فیصلہ اپیل میں فریقوں میں سے ایک کی طرف سے پیش ہونے والے وکیل کی طرف سے قانون کے سوال پر کی گئی غلط رعایت پر مبنی تھا۔

یہ سوال ذیل میں بیان کردہ حالات میں پیدا ہوا ہے۔

یو پی اشتمال آف ہولڈنگز ایکٹ کے تحت کارروائی شروع ہونے پر ضلع وارانسی کے گاؤں چیبیلا پرگنہ مہیچ میں واقع کھتاس نمبر 156 اور 266 کے پلاٹ فقیر کے نام سے درج پائے گئے، جس کی موت عدالت عالیہ میں کارروائی کے التوا کے دوران ہوئی تھی، اور اس کے بعد سے اس کے قانونی نمائندوں نے اس کی جگہ لے لی ہے۔ دیگر کھتے بھی تنازعہ میں تھے لیکن موجودہ اپیل کے مقصد کے لیے ہمیں ان کھتوں سے متعلق متعلقہ دعووں پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

کشوری المعروف لاللو، جو اس اپیل میں مدعاعلیہ نمبر 1 ہیں، نے یوپی کنسالڈیشن آف ہولڈنگز ایکٹ کی دفعہ 9اے (2) کے تحت اعتراضات دائر کیے (جسے اس کے بعد 'اشتمال ایکٹ' کہا گیا ہے) جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مذکورہ دو کھتوں کی زمین ZA & LR ایکٹ کے نفاذ سے پہلے ہی ان کی سر اور خود کاشت زمین تھی اور اس لیے وہ اس کا بھومی دھر بن گیا۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا کہ چونکہ فقیر، جو عدالت عالیہ کے سامنے مدعاعلیہ نمبر 4 تھا، اس کے قبضے میں مداخلت کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اس لیے اس نے منصف کو اس کے قبضے میں مداخلت کرنے سے روکنے اور زیر بحث پلاٹوں پر قبضے کے متبادل میں حکم امتناعی دوامی کے لیے ڈگری کے لیے منیف کی عدالت میں باقاعدہ مقدمہ نمبر 5، سال 1954 دائر کیا لیکن مقدمے کو ٹرائل کورٹ یعنی منیف نے 10 اکتوبر 1956 کو خارج کر دیا۔ وہ، یعنی۔ اس کے بعد کشوری نے ایک اپیل دائر کی جس کی اجازت سول جج نے 29 اکتوبر 1958 کو دی اور فقیر کے خلاف ڈگری منظور کی گئی اور اس نے 19 نومبر 1957 کو "دکھل دہانی"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

حاصل کی۔ اس کے بعد فقیر نے دوسری اپیل نمبر 2328، سال 1957 الہ آباد کی عدالت عالیہ میں دائر کی لیکن اسے 12 جولائی 1961 کو خارج کر دیا گیا۔ اس کے بعد فقیر کی طرف سے عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے سامنے دائر کی گئی خصوصی اپیل نمبر 323، سال 1961 کو بھی 9 جولائی 1965 کو خارج کر دیا گیا۔ یہ ڈگریاں، یہ دعوی کیا گیا تھا، امر فیصلہ شدہ کے طور پر چلتی ہیں۔ اعتراضات میں یہ اشارہ کیا گیا تھا کہ مذکورہ ڈگری اور "دکھل دہانی" کے باوجود، محصولات کی اندراجات فقیر کے نام پر جاری رہیں اور اس لیے اسے اپنے بھومیداری حقوق کے اعلان اور فقیر کے حق میں موجود اندراجات کو خارج کرنے کے لیے مقدمہ دائر کرنا پڑا۔ یہ مقدمہ ZA & LR ایکٹ کی دفعہ 229-بی کے تحت دائر کیا گیا تھا، لیکن اس دوران گاؤں کے طور پر مقدمہ ختم کر دیا گیا، 15 مئی 1971 کو اشتمال ایکٹ کی دفعہ 4 کے تحت اشتمال کی کارروائیوں کے لیے مطلع کیا گیا۔ ان کی طرف سے اشتمال آفیسر کے سامنے یہ دعا کی گئی تھی کہ ریونیو ریکارڈ میں موجود، فقیر کے حق میں اندراجات کو ہٹا دیا جائے۔

فقیر نے اپنے جواب میں کشوری کے دعووں کی تردید کی اور دعوی کیا کہ سول کورٹ کی طرف سے منظور کی گئی ڈگری کالعدم ہے کیونکہ سول کورٹ کے پاس حکم امتناعی دوامی یا قبضے کے متبادل ریلیف کے لیے مقدمہ دائر کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے اور اس طرح کا مقدمہ صرف ریونیو عدالتوں کے سامنے دائر کیا جا سکتا ہے۔

اشتمال آفیسر نے 13 دسمبر 1972 کے فیصلے اور حکم نامے کے ذریعے کشوری کے دائر کردہ اعتراضات کو خارج کر دیا اور فقیر کے حق میں اندراجات کو برقرار رکھا۔ اس فیصلے کو کشوری نے ایک اپیل میں چیلنج کیا تھا جسے 21 دسمبر 1973 کو اسسٹنٹ بندوبست آفیسر، اشتمال نے خارج کر دیا تھا۔ ترمیم، جو اس کے بعد کشوری نے دائر کی تھی، کو ڈپٹی ڈائریکٹر آف اشتمال نے خارج کر دیا تھا۔

اس کے بعد کشوری نے عدالت عالیہ میں دیوانی متفرق رٹ پٹیشن نمبر 4714، سال 1975 دائر کی جس کی اجازت 11 دسمبر 1986 کے فیصلے اور حکم کے ذریعے دی گئی اور اشتمال اتھارٹیز کے ذریعے منظور کیے گئے فیصلے اور حکم کو اس ہدایت کے ساتھ کالعدم قرار دے دیا گیا کہ خسرہ نمبر 156 اور 266 کے سلسلے میں فقیر کے حق میں موجود اندراجات کو خارج کر دیا جائے۔ اس فیصلے کے خلاف یہ اپیل دائر کی گئی ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and integrity of this document

اپیل کنندہ کی جانب سے پیش ہوئے فاضل وکیل نے دلیل دی ہے کہ عدالت عالیہ چندر کا مصر بنام بھیالال و دیگراں، اے آئی آر (1973) ایس سی 2391 میں اس عدالت کے فیصلے پر عمل نہ کرنے میں غلطی پر تھی جس میں یہ واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ سول کورٹ کو زرعی پلاٹوں کے سلسلے میں اس معاملے میں شامل نوعیت کے مقدمے کی سماعت کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے اور یہ کہ ایسا مقدمہ صرف ریونیو عدالتوں کے سامنے دائر کیا جا سکتا ہے۔

مدعاعلیہ کے فاضل وکیل نے، اس کے برعکس، دلیل دی ہے کہ چندر کا مصر کے معاملے میں اس عدالت کی توضیعات پر عمل نہ کرنے میں عدالت عالیہ جائز تھی کیونکہ یہ فیصلہ قانون کے ایک اہم سوال پر رعایت پر مبنی تھا، جو اس معاملے میں پیش ہونے والے وکیل نے کیا تھا اور اس بنیاد پر بھی کہ سول یا ریونیو عدالتوں کے دائرہ اختیار سے متعلق ZA & LR ایکٹ کی متعلقہ دفعات کو عدالت کے نوٹس میں نہیں لایا گیا تھا۔ یہ دعوی کیا گیا کہ اس عدالت کی طرف سے منظور کیا گیا فیصلہ، اس لیے، انکیوریم کے مطابق دیا گیا فیصلہ تھا اور اس کا کوئی پابند اثر نہیں تھا۔

عدالت عالیہ کے ذریعے منظور کیے گئے فیصلے پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ عدالت عالیہ نے چندر یکا مصر کے معاملے میں دو وجوہات کی بنا پر فیصلے پر عمل نہیں کیا: پہلا یہ کہ یہ اس معاملے میں وکیل کی طرف سے قانون کے کسی سوال پر دی گئی رعایت پر مبنی تھا جو درست نہیں تھا اور دوسرا یہ کہ فیصلہ عدم توجہی کے سبب پیش کیا گیا تھا۔

جہاں تک قانون کے سوال پر وکیل کی طرف سے دی گئی رعایت کا تعلق ہے، ہم مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ رعایت فیصلے کی بنیاد نہیں تھی۔ اس سلسلے میں عدالت کے مشاہدے کا حوالہ ذیل میں دیا جا سکتا ہے:

"لیکن پورے مقدمے کا بدقسمتی سے حصہ یہ ہے کہ سول کورٹ کے پاس اس مقدمے کی سماعت کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ یہ سچ ہے کہ دائرہ اختیار کے حوالے سے اس طرح دلیل مدعاعلیہ نے ٹرائل کورٹ میں نہیں اٹھائی تھی لیکن جہاں عدالت میں فطری طور پر دائرہ اختیار کی کمی ہو تو عرضی کسی بھی مرحلے پر اٹھائی جا سکتی ہے، اور اسے مسٹر یوگیشور پرساد نے مانا ہے، یہاں تک کہ پھانسی کی کارروائی میں بھی اس بنیاد پر کہ ڈگری کالعدم تھی۔

اوپر نکالا گیا حصہ اس بات کی نشاندہی کرے گا کہ اس معاملے میں وکیل کی طرف سے جو بات تسلیم کی گئی تھی وہ یہ تھی کہ ٹرائل کورٹ میں دائرہ اختیار کی کمی کا سوال پھانسی کے مرحلے پر بھی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اٹھایا جاسکتا تھا۔ یہ سوال کہ سول کورٹ کے پاس مقدمے کی سماعت کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے اور یہ کہ مقدمے کی سماعت صرف ریونیو کورٹ ہی کر سکتی ہے، قبول نہیں کیا گیا اور اس سوال کا فیصلہ خود عدالت نے قابلیت پر کیا۔

آیئے اب چندریکا مصر کے معاملے (اوپر) میں اس عدالت کی توضیعات کا جائزہ لینے کے لیے آگے بڑھیں تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ آیا یہ فیصلہ کشوری (مدعا علیہ نمبر 1) کے ذریعے دائر کردہ نوعیت کے مقدمے کی سماعت میں سول یا ریونیو عدالت کے دائرہ اختیار کے سوال سے متعلق متعلقہ قانونی دفعات پر غور کرنے پر دیا گیا تھا۔ 1) فقیر کے خلاف جس کے حق میں محصولات کے اندراجات ریکارڈ میں موجود تھے، یہاں تک کہ اشتمال کی کارروائی شروع ہونے کی تاریخ پر بھی۔

چندریکا مصر کے معاملے (اوپر) میں اس عدالت کی توضیعات کی بنیاد دفعہ 331 کے ساتھ ساتھ یو۔ پی۔ زمیندار کے خاتمے اور زمینی اصلاحات ایکٹ کے شیڈول II میں موجود قانونی شق ہے۔ اس عدالت نے دفعہ 331 کی دفعات کا حوالہ دیا اور شیڈول II کی روشنی میں اس کی مطابقت پر تبادلہ خیال کیا:-

"دفعہ 331 جہاں تک متعلقہ ہے مندرجہ ذیل ہے:

"331. اس ایکٹ کے تحت مقدمات وغیرہ کا اعتراف۔

(1) اس ایکٹ کے ذریعہ یا اس کے تحت فراہم کردہ کے علاوہ، شیڈول II کے کالم 4 میں مذکور عدالت کے علاوہ کوئی بھی عدالت، مجموعہ ضابطہ دیوانی 1908 میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود، کالم 3 میں مذکور کسی بھی مقدمے، درخواست، یا کارروائی کا نوٹس نہیں لے گی۔

سیریل نمبر 24 کے شیڈول II سے پتہ چلتا ہے کہ دفعہ 209 کے تحت مالکانہ حق کے بغیر زمین پر قبضہ کرنے والے افراد کو نکالنے کے لئے اسسٹنٹ کلکٹر فرسٹ کلاس کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا جانا چاہئے، جسے اصل دائرہ اختیار کی عدالت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اوپر مذکور دفعہ 331(1) کے پیش نظر یہ واضح ہے کہ خصوصی عدالت یعنی اسسٹنٹ کلکٹر، فرسٹ کلاس کی عدالت کے ذریعے قابل شناخت بنایا گیا مقدمہ سول کورٹ میں دائر نہیں کیا جا سکا اور اس لیے سول کورٹ میں فطری طور پر اس طرح کے مقدمے کی سماعت کے لیے دائرہ اختیار کا فقدان تھا۔ یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ قانون میں اس موقف کو ان کئی عدالتوں میں نہیں دیکھا گیا جن کے بذریعے یہ قانونی چارہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جوئی منظور ہوئی ہے، یہاں تک کہ عدالت عالیہ بھی نہیں جو خاص طور پر اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ حد کی مدت یوپی ایکٹ نمبر 1، سال 1951 کے تحت قواعد کے ذریعہ مقرر کی گئی تھی۔ چونکہ مقدمے کی سماعت کرنے والی سول عدالت کو دائرہ اختیار کی موروثی کمی کا سامنا کرنا پڑا، اس لیے مدعیوں کی طرف سے دائر موجودہ اپیل کو خارج کرنا پڑے گا۔"

رپورٹ کے پیراگراف I میں بتایا گیا ہے کہ مقدمہ 5 ستمبر 1955 کو دائر کیا گیا تھا۔ مذکورہ فیصلے کے حصے سے یہ دیکھا جائے گا کہ اس عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ بغیر ملکیت کے زمین پر قابض افراد کو نکالنے کے لیے دفعہ 209 کے تحت مقدمہ صرف اسسٹنٹ کلکٹر، فرسٹ کلاس کی عدالت میں دائر کیا جا سکتا ہے، جسے اصل دائرہ اختیار کی عدالت کے طور پر ایکٹ کے شیڈول 2 کے سیریل نمبر 24 کے طور پر بیان کیا گیا تھا۔

یوپی زمیندار ایبولیشن اینڈ زمینی اصلاحات ایکٹ 1952 میں نافذ ہوا اور شیڈول II، جیسا کہ یہ اصل میں ایکٹ میں موجود تھا، میں ایکٹ کی دفعہ 209 کے تحت مقدمے سے متعلق کوئی اندراج نہیں تھا۔ یہ اندراج پہلی بار یو۔ پی زمینی اصلاحات (ترمیم) ایکٹ نمبر 56 کے ذریعے 28 مئی 1956 سے نافذ کیا گیا تھا جس نے یو۔ پی زمینی اصلاحات (ترمیم) (دوسرا) آرڈیننس، 1956 کو منسوخ کر دیا تھا۔ ایک اور اندراج یعنی ایکٹ کی دفعہ 208 کے ذریعے زیر غور "حکم امتناعی یا مرمت یا بربادی یا نقصان کے لیے مقدمہ" سے متعلق اندراج کو بھی مذکورہ ترمیم ایکٹ کے ذریعے شیڈول II میں شامل کیا گیا تھا، جو اسی تاریخ یعنی 28 مئی 1956 سے نافذ ہوا۔ ترمیم شدہ قانون کا دفعہ 23 درج ذیل فراہم کرتا ہے:

"بچت: (i) اس ایکٹ کے ذریعے کی جانے والی کسی بھی ترمیم کا اثر کسی ایسے عمل یا نتیجے پر نہیں پڑے گا جو پہلے سے انجام دیا جا چکا ہو یا برداشت کیا جا چکا ہو، یا کسی حق، متعلقہ، ذمہ داری یا واجب الادا ذمہ داری پر جو پہلے ہی حاصل، پیدا یا عائد ہو چکی ہو، یا کسی ایسے دائرہ اختیار پر جو پہلے سے استعمال کیا جا چکا ہو۔ نیز، اس ایکٹ کے آغاز سے قبل کسی عدالت یا اتھارٹی کے سامنے شروع کی گئی کوئی بھی کارروائی، یہاں کی گئی ترمیم کے باوجود، اسی عدالت یا اتھارٹی کے ذریعے جاری رہے گی۔

(ii) اس ایکٹ کے آغاز سے قبل کسی عدالت یا اتھارٹی کے سامنے قائم کردہ یا شروع کی گئی کسی بھی مقدمے یا کارروائی سے اپیل، جائزہ یا نظر ثانی، یہاں کی گئی کسی بھی ترمیم کے باوجود، عدالت یا اتھارٹی کے پاس ہوگی جس پر اس نے مذکورہ آغاز سے پہلے قائم یا شروع کیا ہوتا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مذکورہ بالا بجٹ کے التزام کے پیش نظر، ترمیم شدہ قانون کے ذریعے ریونیو عدالتوں کو خصوصی دائرہ اختیار دینے سے اصل توضیعات کے تحت دستیاب زیر التواء مقدمات یا اپیل، جائزہ یا نظر ثانی کے حق پر کوئی اثر نہیں پڑا۔

اصل میں ایکٹ میں موجود شیڈول II کی اندراجات سمیت قانونی توضیعات کو چندر کا مصر کے معاملے میں اس عدالت کے نوٹس میں نہیں لایا گیا تھا اور نہ ہی اس کے نوٹس میں لایا گیا تھا کہ ریونیو عدالتوں کو خصوصی دائرہ اختیار یوپی ایکٹ نمبر 18، سال 1956 کے ذریعے ایکٹ میں متعارف کرائی گئی ترمیم کے ذریعے دیا گیا تھا۔ نتیجتاً، اس نے یہ فیصلہ دیا کہ 5 ستمبر 1953 کو دائر کیا گیا مقدمہ صرف اسسٹنٹ کلکٹر، فرسٹ کلاس کی عدالت میں دائر کیا جا سکتا ہے نہ کہ سول کورٹ میں۔

یہ غلطی قانونی دفعات پر غور نہ کرنے کی وجہ سے ہوئی تھی کیونکہ وہ متعلقہ تاریخ پر موجود تھے۔ چونکہ ایکٹ کے 209 کے تحت مقدمات کو ریونیو عدالت نے 28 مئی 1956 سے ہی قابل شناخت بنا دیا تھا، اس لیے چندریکا مصر کے مقدمے میں جو مقدمہ 5 ستمبر 1955 کو دائر کیا گیا تھا، اس لیے اسے سول عدالت کے ذریعے قابل شناخت بنایا گیا تھا نہ کہ ریونیو عدالت کے ذریعے۔

فوری معاملے میں، جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، کشوری نے 5 جنوری 1954 کو مقدمہ دائر کیا تھا۔ اس تاریخ کو، دفعہ 331 اور ایس ایچ میں موجود توضیعات کے پیش نظر۔ II جیسا کہ وہ اس وقت کھڑے تھے، مقدمہ صرف سول کورٹ میں دائر کیا جا سکتا تھا نہ کہ ریونیو کورٹ میں۔ نتیجتاً، ٹرائل کورٹ کی طرف سے اس مقدمے میں منظور کی گئی ڈگری، جسے نچلی اپیلٹ کورٹ کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ میں بھی سنگل جج اور اس کے بعد ڈویژن بنچ نے برقرار رکھا تھا، فقیر پر پابند تھی جس کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا تھا اور اشتمال کورٹس ان ڈگریوں کو اس بنیاد پر نظر انداز کرنے میں جائز نہیں تھیں کہ چندر کا مصر کے معاملے (اوپر) میں اس عدالت نے کہا تھا کہ دفعہ 209 کے تحت مقدمہ صرف ریونیو کورٹ میں دائر کیا جا سکتا ہے اور سول کورٹ کی طرف سے منظور کی گئی ڈگری کالعدم ہے۔ لہذا، ہماری رائے میں، عدالت عالیہ نے رٹ پٹیشن کی اجازت دینے اور اشتمال کے حکام کی طرف سے منظور کردہ احکامات کو کالعدم قرار دینے میں درست تھا۔

اس لیے اپیل جس کی کوئی طاقت نہیں ہے اسے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں ہو گا۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and integrity of this document